Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum.e.Islamia/index
ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
E-Mail: muloomi@iub.edu.pk Vol.No: 29,Issue:1 .(January-June) 2022
Published by:Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

تفسیر بیان القرآن از ڈاکٹر اسرار احمدؒ میں سامی مذاہب کے متعلق آیات کی تفسیر کا تقابلاتی رجحان

Comparative tendency to interpret verses on Semitic religions in Tafsir Bayan-ul-Quran by Dr. Israr Ahmad

Misbah
M.phill scholar, GCWU, faislabad
Dr. Imrana Shehzadi,
Assistant Professor, department of Islamic Studies,GCWU, faislabad.
Email:drimrana@gcwuf.efu.pk

Religion keeps a special significance in life it is as ancient as humane life.various religions emerged as a result of civilizations and cultures which came into being owing to human evolution. The Real Creator sent many prophets in different ages for the guidance of mankind and the teachings of these messengers are termed as Religion. However a few Religions emerged under the impact of human living style,culture and growth. The comparison of Religions is the study of different Religions in different directions. Tafseer Byaan ul Quran is a famous Tafseer of the Holy Quraan in modern age. It discusses all beliefs and teachings from Adam to date as well as other Religions like Judaism Christianity and Islam in the light of the Holy Quran.

Key words: Comparative tendency, Semitic religions, Dr. Israr Ahmad, Tafsir Bayan ul Quran.

تمہید

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا اور اس کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام کا سلسلہ شروع فرمایا اور انبیائے کرام کو مختلف دینی تعلیمات کے متعلق رہنمائی فراہم کرنے کے لئے آسمانی کتابیں اور صحیفے عطا کیئے۔ ان تمام آسمانی کتابوں میں جس کا درجہ سب سے بلند ہے اور جس کی حقانیت مسلم و ثابت ہے وہ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید تمام بنی نوع انسان کے لئے رشد و ہدایت ہے اور تمام انسان جو قیامت تک اس دنیا میں آئیں گے ان سب کے لئے رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کو اللہ پاک نے نازل کیا اور اس کی ذمہ داری اور حفاظت کا ذمہ بھی خود اللہ پاک نے لیا چنانچہ قرآن میں کسی زبر زیر کی غلطی کا احتمال یا فرق بھی لگنا ممکن نہیں ہے جب سے اس قرآن کا نزول ہوا اس وقت سے لے کر اب تک مفسرین اس کے وسیع اور گہرے سمندر میں غوطے لگا کر مختلف طرح کے موتی نکالتے رہتے ہیں ہیں اور تشنگان کے سامنے پیش کرتے ہیں ایسے چنیدہ لوگوں کی تعداد تو

بہت زیادہ ہے مگر ان میں چند نام ایسے ہوتے ہیں جو کہ ذہنوں کی دیوار پہ نقش ہو جاتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنی تمام تر زندگی کا مقصد قرآن پاک کی خدمت اور اپنی زندگی گزارنے کا طریقہ قرآن کی روشنی میں طے کرتے ہیں وہ اپنی تمام تر توانائیاں محنت اور کوششیں اور اللہ کی طرف سے دی جانے والی صلاحیتیں اسی قرآن کی خدمت کے لئے خرچ کرتے ہیں اس لمبی فہرست میں ایک نام ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ تعالی کا ہے جنہوں نے عرصہ ساٹھ سے ستر سال تک اس قرآن پاک کی خدمت کی اور بچپن سے لے کر جوانی اور جوانی سے لے کر بڑھاپے تک ہمیشہ اس قرآن کو اپنا ساتھی بنایا۔ اگرچہ اس سفر میں ان کو بہت تکلیفیں اور مشقتیں بھی برداشت کرنا پڑیں جس میں اپنوں کی طرف سے دیے جانے والے طعنے اور غیروں کی طرف سے تنقید کے نشتر بھی شامل ہیں مگر انھوں نے سب کچھ برداشت کیا لیکن اس قرآن کے ساتھ اپنے تعلق کو ہر گزرتے دن کے ساتھ مضبوط کیا چنانچہ اللہ رب العزت نے ان پر اس قرآن کے علم و عرفان اور اس کے گہرے سمندر کی راہیں کھول دیں اور اللہ رب العزت نے ڈاکٹر اسرار احمد کو بھی اس خدمت قرآن کے لیے منتخب کر لیا جس کے لیے چند لوگ ہی منتخب کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ تعالی نے اپنی تمام تر زندگی کا خلاصہ اور خدمت قرآن کا نچوڑ اور امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے دیے جانے والے تفسیری رجحانات اور دروس قرآن کا ایک طویل سلسلہ اسے خاص ترتیب پر جمع فرمایا اور امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے تفسیر بیان القرآن کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کیا تفسیر بیان القرآن بہت سارے پہلوؤں سے ممتاز یکتا اور منفرد تفسیر ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے چونکہ علوم وفنون میں مغربی تعلیم حاصل کی انہوں نے ایم بی بی ایس کیا چنانچہ انہیں کی تعلیمات اور لٹریچر میں رسوخ حاصل کیا جس کے نتیجے میں انہوں نے مغربی دنیا یا ان کے کلچر کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور مختلف گروہوں کا مطالعہ کیا ہے ان میں پائی جانے والی خوبیوں اور خامیوں کا بڑی تفصیل اور دقت کے ساتھ جائزہ لیا ہے ان کی تحریرات اور تقریرات کا موضوع بھی اکثر و بیشتر یہود و نصاری ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی طرف سے دیے جانے والے چکمے، مسلمہ امہ کے اخلاقیات کو بگاڑنے میں ان کا کردار مسلمان امت ب کو گمراہ کرنے کے لیے ان کی کوشش، فتنہ دجال اور اس کو ہموار کرنے والے تمام راستوں پر ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی گرفت بہت زیادہ ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ان کی سازشیں ان کو انتہائی باریکی سے سمجھنا اور سمجھنے کے بعد ان کو انہی کے اوپر پلٹنا اور اس کی تمام تر تفصیلات سے امت مسلمہ کو آگاہ کرنا یہ انتہائی دقیق اور مشکل کام تھا جو کہ بیسویں صدی عیسوی تک بہت کم ایسے لوگ ہیں جن کے حصے میں آیا ہے اگرچہ اکیسویں صدی میں ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ان جیسے دیگر ایسے مبلغین سامنے آئے ہیں جنہوں نے ان مذاہب کو بھی تفصیل سے پڑھ کر ان کا جواب دیا ہے اور اس میں کمال پیدا کیا ہے مگر اس سے پہلے یہ صورتیں مفقود تھیں۔ چنانچہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ نے تقابل ادیان کے حوالے سے اپنی تفسیر کا جو بڑا موضوع ہے وہ یہودیت وعیسائیت ان کے عقیدے اور ان کے دلیلیں شامل کی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم بیک وقت مغربی اور مشرقی علوم کو یکساں اور اکٹھا کرنے والے ہیں یہی وجہ ہے چاہے امریکی لٹریچر ہو، برٹش لٹریچر ہو، جرمن لٹریچر ہو یا ادیان عالم کی دیگر کتب مذاہب کا مطالعہ ہو ہر اعتبار سے ڈاکٹر اسرار احمد میں

گہرائی موجود ہے۔ تفسیر بیان القرآن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ تعالی کا زیادہ موضوع یہودیت اور عیسائیت اور یہی دو مذاہب ہیں اور ان کی تمام تر تحریروں اور تقریروں کا مرکزی نقطہ نظر بھی یہی دو مذہب رہے ہیں اور ان کی تفسیر قرآن بھی انہی دو مذاہب کی تفصیلات پر زیادہ دلالت کرتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کی تفسیر بیان القرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ڈاکٹر اسرار احمد کی سوچ سامی مذاہب کے حوالے سے انتہائی گہری باریک اور پیچیدہ ہے وہ ان رسمیں علماء کی بنسبت جو کہ مسند تدریس پر سطحی علم کے ساتھ فائز ہیں زیادہ باخبر اور علم رکھنے والے ہیں۔ تفسیر بیان القرآن کی تمام جلدوں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ صورتحال واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد نے جس قدر یہودیت وعیسائیت پر تفصیلات بیان کی ہیں اور جس طرح وہ مستشرقین اور ان کے فتنے اور سازشوں سے واقف ہیں اور جس انداز سے وہ یہودیت کے دجالی مکاریوں کا قلع قمع کرتے ہیں اور ان کی چھپی ہوئی سازشوں سے پردہ اٹھاتے ہیں اس قدر ان مذاہب پر تفصیل سے بات نہیں کرتے جہاں بھی وہ بات کرتے ہیں تو اجمالی انداز میں بات کرتے ہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ شاید ان مذاہب کے اعتبار سے ان کی ریسرچ، ان کا مطالعہ، ان کی اسٹڈی اس قدر کمال درجے کی نہیں تھی کہ جس قدر انہوں نے یہودی اور عیسائی لٹریچر کو پڑھا تھا اور ان کی تہذیب وتمدن کو اور ان کے کلچر کو انتہائی قریب سے دیکھا تھا۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیسویں صدی کی ان چنیدہ شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے تفسیر کی دنیا میں مشرقی اور مغربی علوم کو اکٹھا کیا۔ آپ کا شمار برصغیر کے ان نامور مفسرین میں ہوتا ہے جو کہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے تے آپ عالم اسلام کی ان چند شخصیات میں شامل ہیں جنہوں نے بیسویں صدی عیسوی میں قرآن مجید کی تفسیر کے لئے صرف مذہبی علوم صرف مذہبی کتابوں کا سہارا نہیں لیا بلکہ یونانی فلسفہ، مغربی علوم ودانش، مختلف مذاہب کے رجحانات اور سائنس کی روشنی سے بھی مستفید ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ کی تفسیر بیان القرآن مذہبی علوم سے وابستہ لوگوں کے لیے اور سائنسی علوم سے وابستہ لوگوں کے لیے بیک وقت متاع حیات ہے۔ زیر تحریر مقالہ آپ کی تفسیر بیان القرآن کے ان خاص اور اہم عناوین کی طرف اشارے ہیں جس میں سامی مذاہب اور ان کی تعلیمات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ چناچہ اس مقالہ میں آپ کی تفسیر کے ان چند پہلوؤں کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا جس میں آپ نے مذہب اسلام یہودیت اور عیسائیت یعنی سامی مذاہب کا احاطہ کیا اور ان کی ترجمانی اپنے الفاظ میں بیان کی ہے۔ میں نے کچھ مخصوص آیات تفسیر بیان القرآن کی روشنی میں اکٹھی کی ہیں اور ان آیات کے مفہوم ومقصود کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مناسب ٹائٹل بھی دیا ہے اور اس طرح کچھ آیات مذہب اسلام سے کچھ یہودیت سے اور کچھ عیسائیت کے متعلق لی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تفسیر سے بیان کردہ آیات کی وضاحت کے لئے میں نے اضافی اشاروں جملوں اور مختلف عناوین کا استعمال کیا ہے۔ قرآنی آیات اور اس کے ترجمہ کو مکمل کرنے کے بعد اپنی بات اور ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ تعالی کی تحریر کا فرق بھی واضح کر دیا ہے میں امید کرتی ہوں کہ میرا یہ مقالہ تشنگان علوم دینیہ اور محبین تفسیر قرآن کے لیے مفید ثابت ہو گا۔

تفسیر بیان القرآن از ڈاکٹر اسرار احمدؒ میں سامی مذاہب کے متعلق آیات کی تفسیر کا تقابلاتی رجحان

دین اسلام کی کاملیت و اکملیت

"اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا" (۱)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا ہے"۔ تو یہ ناسخ و منسوخ کا مسئلہ صرف سابقہ شریعتوں اور شریعتِ محمدیؐ کے مابین ہی نہیں ہے' بلکہ خود شریعتِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں بھی زمانی اعتبار سے ارتقاء ہوا ہے۔ مثال کے طور پر پہلے شراب کے بارے میں حکم دیا گیا کہ اس میں گناہ کا پہلو زیادہ ہے' اگرچہ کچھ فائدے بھی ہیں۔ اس کے بعد حکم آیا کہ اگر شراب کے نشے میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔

دین اسلام سے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کا ادب

"اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَکُمۡ کَمَا سُئِلَ مُوۡسٰی مِنۡ قَبۡلُ" (۲)

(کیا تم مسلمان بھی یہ چاہتے ہو کہ سوالات (اور مطالبے) کرو اپنے رسولؐ سے اُسی طرح جیسے اس سے پہلے موسیٰؑ سے کیے جا چکے ہیں؟)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مثلاً اُن سے کہا گیا کہ ہم آپ کی بات نہیں مانیں گے جب تک کہ اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لیں۔ اسی طرح کے اور بہت سے مطالبے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیے جاتے تھے۔ یہاں مسلمانوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اُس روش سے باز رہو' ایسی بات تمہارے اندر پیدا نہیں ہونی چاہیے۔

ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرنے پر وعید

"وَ مَنۡ یَّتَبَدَّلِ الۡکُفۡرَ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ " (۳)

(اور جو کوئی ایمان کے بدلے کفر لے لے گا وہ تو بھٹک چکا سیدھی راہ سے۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ظاہر ہے کہ جو منافقین اہلِ ایمان کی صفوں میں شامل تھے وہی ایسی حرکتیں کر رہے ہوں گے۔ اس لیے فرمایا کہ جو کوئی ایمان کو ہاتھ سے دے کر کفر کو اختیار کرلے گا وہ توراہِ راست سے بھٹک گیا۔ منافق کا معاملہ دوطرفہ ہوتا ہے' چنانچہ قرآن حکیم میں منافقین کے لیے ''مُذَبذَبِینَ بَینَ ذٰلِکَ'' کے الفاظ آئے ہیں۔ اب اس کا بھی امکان ہوتا ہے کہ وہ کفر کی طرف یکسو ہو جائے اور اس کا بھی امکان ہوتا ہے کہ بالآخر ایمان کی طرف یکسو ہو جائے۔ جو شخص ایمان اور کفر کے درمیان معلّق ہے اُس کے لیے یہ دونوں امکانات ہیں۔ جو کفر کی طرف جا کر مستقل طور پر اُدھر راغب ہو گیا یہاں اس کا ذکر ہے۔

مسلمانوں کے بارے یہود و نصادی کی خواہش

''وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ''(۴)

(اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں پھیر کر تمہارے ایمان کے بعد تمہیں پھر کافر بنادیں۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی بلّی کی دُم کٹ جائے تو وہ یہ چاہے گی کہ ساری بلیوں کی دُمیں کٹ جائیں تاکہ وہ علیحدہ سے نمایاں نہ رہے۔ چنانچہ اہل کتاب یہ چاہتے تھے کہ اہل ایمان کو بھی واپس کفر میں لے آیا جائے۔

''حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ''

(بسبب ان کے دلی حسد کے''

ان کا یہ طرزِ عمل ان کے حسد کی وجہ سے ہے کہ یہ نعمت مسلمانوں کو کیوں دے دی گئی۔

''مِّن ۢ بَع دِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ ال حَقُّ ''

(اس کے بعد کہ اُن پر حق بالکل واضح ہو چکا ہے۔)

وہ حق کو جان چکے ہیں اور پہچان چکے ہیں' کسی مغالطے یا غلط فہمی میں نہیں ہیں۔

ادیان غیر کے حوالے سے عفو و معافی کا حکم

''فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا''

(تو (اے مسلمانو!) تم معاف کرتے رہو اور صرفِ نظر سے کام لو۔)

یہ بہت اہم مقام ہے۔ مسلمانوں کو باور کرایا جارہا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ابھی تو مدنی دَور کا آغاز ہو رہا ہے' ابھی کشمکش' کشاکش اور مقابلہ و تصادم کے بڑے سخت مراحل آرہے ہیں۔ چونکہ تمہارا سب سے پہلا محاذ کفارِ مکہ کے خلاف ہے اور وہی سب سے بڑھ کر تم پر حملے کریں گے اور ان سے تمہاری جنگیں ہوں گی' لہٰذا یہ جو آستین کے سانپ ہیں' یعنی یہود' ان کو ابھی مت چھیڑو۔ جب تک یہ خوابیدہ پڑے رہیں انہیں پڑا رہنے دو۔ فی الحال ان کے طرزِ عمل کے بارے میں زیادہ توجہ نہ دو' بلکہ عفو و درگزر اور چشم پوشی سے کام لیتے رہو۔

غلبہ اسلامی کا وعدہ اور یقین

"حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۝"

(یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے۔)

ایک وقت آئے گا جب اے مسلمانو تمہیں آخری غلبہ حاصل ہو جائے گا اور جب تم باہر کے دشمنوں سے نمٹ لوگے تو پھر اِن اندرونی دشمنوں کے خلاف بھی تمہیں آزادی دی جائے گی کہ ان کو بھی کیفرِ کردار تک پہنچادو۔

قیام نماز اور ادائیگی زکوۃ کا حکم اور اس کی خوبی

"وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۝ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ "(۵)

(اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو۔ اور جو بھلائی بھی تم اپنے لیے آگے بھیجوگے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے۔)

جو مال تم اللہ کی راہ میں خرچ کر رہے ہو وہ اللہ کے بینک میں جمع ہو جاتا ہے اور مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

انبیائے اولین ابراہیم و اسحاق ویعقوب کا عقیدۃ الہ واحد اور مسلم ہونا

"قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ"(۶)

(انہوں نے کہا ہم بندگی کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے آباء ابراہیم ' اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی۔)

"اِلٰهًا وَّاحِدًا "

(وہی ایک معبود ہے۔)

"وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ"

(اور ہم سب اُسی کے مطیع فرمان ہیں۔)

ہم اسی کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور اُسی کی فرماں برداری کا اقرار کرتے ہیں۔

مذہب اسلام میں ہر ایک کا عمل اس کے ساتھ ہے

"تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ"

(یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔)

یہ آیت دو مرتبہ آئی ہے۔ یہ انسانوں کا ایک گروہ تھا جو گزر گیا۔ ابراہیم' اسماعیل ' اسحاق' یعقوب علیہم السلام اوران کی اولاد سب گزر چکے۔

"لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ "

(اُن کے لیے تھا جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے ہو گا جو تم کماؤ گے۔)(۷)

یہاں "پدرم سلطان بود" کا دعویٰ کوئی مقام نہیں رکھتا۔ ہر شخص کے لیے اپنا ایمان' اپنا عمل اور اپنی کمائی ہی کام آئے گی۔

"وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ"

(تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔)

تم سے تو یہی پوچھا جائے گا کہ تم کیا کر کے لائے ہو؟ تمہارا باپ سلطان ہو گا' لیکن تم اپنی بات کرو کہ تم کیا ہو؟

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"اس پس منظر میں اب یہود کی خباثت کو نمایاں کیا جارہا ہے کہ ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیت تو یہ تھی' مگر اس وقت کے یہود و نصاریٰ کا کیا رویہ ہے۔ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف متحدہ محاذ بنا رکھا ہے۔"(۸)

پورے دین کا خلاصہ اور نچوڑ

" وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ "(۹)

(اور انہیں حکم نہیں ہوا تھا مگر یہ کہ وہ بندگی کریں اللہ کی 'اپنی اطاعت کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے' بالکل یکسو ہو کر)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یہ حکم گویا پورے دین کا خلاصہ ہے جو اس سے پہلے سورۃ الزمر (آیات ۲، ۳، ۱۱ اور ۱۴) میں بہت تاکید اور شدومد کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی پوری اطاعت کے ساتھ کریں۔ یہ نہیں کہ نماز بھی پڑھے جا رہے ہیں اور حرام خوریوں سے بھی باز نہیں آتے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی اطاعت بھی جاری ہے۔ ایسی آیات دراصل ہمیں خبردار کرتی ہیں کہ جزوی بندگی اور ساجھے کی اطاعت اللہ تعالیٰ کو ہرگز قابل قبول نہیں۔ اور یہ کہ اگر ہم اس جرم کا ارتکاب کریں گے تو ہم بھی اسی وعید کے مستحق ہوں گے جو اس حوالے سے بنی اسرائیل کو سنائی گئی تھی۔ ملاحظہ ہوں اس وعید کے یہ الفاظ کی آیت نمبر ۸۵ میں دہرائے تھے:

"اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ "

(تو کیا تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو نہیں مانتے؟ تو نہیں ہے کوئی سزا اس کی جو یہ حرکت کرے تم میں سے سوائے ذلت و رسوائی کے دنیا کی زندگی میں، اور قیامت کے روز وہ لوٹا دیے جائیں گے شدید ترین عذاب کی طرف۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

بلکہ اس حوالے سے اصل حقیقت تو یہ ہے کہ اس آیت میں دنیا کے جس عذاب کا ذکر ہے {خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا} وہ اس وقت بحیثیت اُمت ہم پر مسلط ہو بھی چکا ہے۔ مقامِ عبرت ہے! آج مسلمانوں کی آبادی دو ارب سے بھی زیادہ ہے، دنیا کے بہترین خطے اور بہترین وسائل ان کے قبضے میں ہیں، مگر اس کے باوجود عزت نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں۔ بین الاقوامی معاملات کے حوالے سے مسلمان حکمرانوں کی حالت یہ ہے کہ "کس نمی پرسد کہ بھیا کیستی؟" یعنی عالمی معاملات میں کوئی ان کی رائے لینا بھی گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ مسلمان ملکوں کی اپنی پالیسیوں کا اختیار بھی ان کے پاس نہیں۔ ان کے سالانہ بجٹ بھی کہیں اور سے بن کر آتے ہیں۔ بہرحال اس آیت کے حکم کا مدعا یہی ہے کہ جسے اللہ کا "بندہ" بننا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی اس کے قانون کے تابع کر کے اس کے حضور پیش ہو۔ "قیصر کا حصہ قیصر کو دو اور خدا کا حصہ خدا کو دو" والا قانون اللہ تعالیٰ کو قابل قبول نہیں۔ چنانچہ ایمان کے دعوے داروں کو چاہیے کہ وہ اللہ کی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے پوری یکسوئی کے ساتھ اس کی عبادت کریں۔

دین اسلام کے مختلف ارا کین کا بیان

یہی وہی آیت ہے جس کا مضمون اور حوالہ ابھی اوپر دیا ہے:

"وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ؕ"

(اور (یہ کہ) نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں ' اور یہی ہے سیدھا (اور سچا) دین۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

گویا ان الفاظ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ "بندگی" اور شے ہے' جبکہ نماز اور زکوٰۃ اس کے علاوہ ہے۔ اس نکتے کو یوں سمجھیں کہ بندگی تو پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دے دینے کا نام ہے۔

جبکہ نماز' زکوٰۃ (عبادات) وغیرہ اس بندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لوازمات ہیں' تاکہ ان کے ذریعے سے بندہ اپنے رب کو مسلسل یاد کرتا رہے اور اس کا تعلق اپنے رب کے ساتھ ہر دم' ہر گھڑی تازہ رہے۔ گویا ہمارے "نقوشِ بندگی" نفس پرستی کی کثافتوں اور کدورتوں کے گرد و غبار سے اکثر دھندلا جاتے ہیں۔ چنانچہ انہیں تازہ رکھنے کے لیے نماز' روزہ' زکوٰۃ اور دیگر مراسم عبودیت کے ذریعے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور مسلسل حاضری دینے کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسے ایک بندۂ مسلمان اپنی نمازِ پنجگانہ کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا یہ عہد تازہ کرتا ہے:

"اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ"(۱۰)

کہ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں (اور کرتے رہیں گے) اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں (اور مانگتے رہیں گے)۔ تصور کیجیے اگر ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ عہد پورے ارادے اور شعور کے ساتھ روزانہ بار بار دہرائے گا تو اس سے اس کے تعلق مع اللہ کے چمن میں تر و تازگی کی کیسی کیسی بہاروں کا سماں بندھا رہے گا۔(۱۱)

یہودیوں نے انبیاء کا ظلما ناحق قتل کیا

"وَ قَتۡلَہُمُ الۡاَنۡۢبِیَآءَ بِغَیۡرِ حَقٍّ"(۱۲)

(اور ان کے ناحق قتل انبیاء کو بھی (ہم لکھ رکھیں گے)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یہ یہودیوں کا ذکر ہے کہ اس سے پہلے یہ لوگ جو اپنے انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں ان کا یہ جرم بھی ان کے نامۂ اعمال میں ثبت ہے۔

{وَّ نَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ} "اور ہم کہیں گے اب چکھو مزا اس جلا دینے والی آگ کے عذاب کا۔"

یہودیوں کی جھوٹ سازی بے نقاب

"اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیۡنَاۤ"(۱۳)

"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے ایک عہد لے لیا تھا۔ {اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ}
"کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آگ کھا جائے۔"

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یہاں روئے سخن پھر یہود کی طرف ہو گیا ہے۔ نوعِ انسانی جب عہدِ طفولیت میں تھی تو خرقِ عادت واقعات بہت ہوا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک یہ معمول بھی تھا کہ اگر کوئی شخص اللہ کے حضور کوئی جانور ذبح کر کے پیش کرتا تو آسمان سے ایک آگ اُترتی جو اسے بھسم کر دیتی تھی۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ یہ قربانی قبول ہو گئی۔ جیسے ہابیل اور قابیل کے قصے میں آیا ہے کہ: {اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ} (المائدۃ:۲۷) "جب دونوں نے قربانی پیش کی تو ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی"۔ گویا آسمان سے اترنے والی آگ کی وجہ سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا تھا کہ کس کی قربانی قبول ہوئی ہے اور کس کی نہیں ہوئی۔ قربانی کی قبولیت سے متعلق یہ حسی علامت بنی اسرائیل کے ابتدائی دور میں بھی موجود تھی۔ اس لیے مدینہ کے یہود نے کٹ حجتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم سے تو اللہ نے یہ عہد لے لیا تھا کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ وہ یہ معجزہ نہ دکھائے۔ تو اگر محمد (ﷺ) واقعی رسولؐ ہیں تو یہ معجزہ دکھائیں۔ اس کا جواب دیا جا رہا ہے: (۱۴)

یہودیوں کے برے خصائل کا تفصیلی تذکرہ

"قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ"(۱۵)

(اے نبی ﷺ! ان سے) کہیے تمہارے پاس مجھ سے پہلے بہت سے رسول آ چکے ہیں واضح معجزوں کے ساتھ۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

{ وَ بِالَّذِيْ قُلْتُمْ} "اور وہ چیز بھی لے کر آئے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو" انہوں نے سوختنی قربانی کا معجزہ بھی دکھایا جس کا تم مطالبہ کر رہے ہو۔ {فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ } "پھر تم نے انہیں کیوں قتل کیا اگر تم سچے ہو؟" {فَاِنْ كَذَّبُوْكَ} "پھر (اے نبی ﷺ) اگر وہ آپ ؐ کو جھٹلا دیں۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ معاملہ صرف آپؐ ہی کے ساتھ نہیں ہوا۔ **{ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ}** "تو آپ ﷺ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے" یہ تو اس راستے کا ایک عام تجربہ ہے، جس سے آپؐ کو بھی گزرنا پڑے گا۔ **{جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ }** "جو آئے تھے واضح نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر۔" (۱۶)

یہودیوں کی منافقت کا تذکرہ

"وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ"(۱۷)

(اور یہ سنتے ہیں کچھ اور لوگوں کی خاطر جو آپ کے پاس نہیں آتے۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یعنی ایک تو یہ لوگ اپنے "شیاطین" کی جھوٹی باتیں بڑی توجہ سے سنتے ہیں، جیسے سورۃ البقرۃ (آیت ۱۴) میں فرمایا: {وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ } "اور جب یہ اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب یہ خلوت میں ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم تو آپ کے ساتھ ہیں اور ان لوگوں سے تو محض مذاق کر رہے ہیں"۔ پھر یہ لوگ ان کی طرف سے جاسوس بن کر مسلمانوں کے ہاں آتے ہیں کہ یہاں سے سن کر ان کو رپورٹ دے سکیں کہ آج محمد (ﷺ) نے یہ کہا، آج آپؐ کی مجلس میں فلاں معاملہ ہوا۔ {سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ} کا ترجمہ دونوں طرح سے ہو سکتا ہے: "دوسری قوم کے لوگوں کی باتوں کو بڑی توجہ سے سنتے ہیں" یا "سنتے ہیں دوسری قوم کے لوگوں کے لیے" یعنی انہیں رپورٹ کرنے کے لیے ان کے جاسوس کی حیثیت سے۔ ان کے جو لیڈر اور شیاطین ہیں، وہ آپؐ کے پاس خود نہیں آتے اور یہ جو بین بین کے لوگ ہیں یہ آپؐ کے پاس آتے ہیں اور ان کے ذریعے سے جاسوسی کا یہ سارا معاملہ چل رہا ہے۔ {يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ} "وہ کلام کو پھیر دیتے ہیں اس کی جگہ سے اس کا موقع و محل معین ہو جانے کے بعد۔" {يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ } "وہ کہتے ہیں اگر تمہیں یہی (فیصلہ) مل جائے تو قبول کر لینا"

{وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا} "اور اگر یہ (فیصلہ) نہ ملے تو کنی کترا جانا۔" اہل کتاب کے سرداروں کو اگر کسی مقدمے کا فیصلہ مطلوب ہوتا تو اپنے لوگوں کو رسول، اللہ ﷺ کے پاس بھیجتے اور پہلے سے انہیں بتا دیتے کہ اگر فیصلہ اس طرح ہو تو تم قبول کر لینا، ورنہ رد کر دینا۔ واضح رہے کہ مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست اور پورے طور پر ایک ہمہ گیر اسلامی حکومت دراصل فتح مکہ کے بعد قائم ہوئی اور یہ صورتِ حال اس سے پہلے کی تھی۔ ورنہ کسی ریاست میں دوہرا عدالتی نظام نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ جب چاہتے اپنے فیصلوں کے لیے حضور ﷺ کے پاس آجاتے اور جب چاہتے کسی اور کے پاس چلے جاتے تھے۔ گویا بیک وقت دو متوازی نظام چل رہے تھے۔ اسی لیے تو وہ لوگ یہ کہنے کی جسارت کرتے تھے کہ یہ فیصلہ ہوا تو قبول کر لینا، ورنہ نہیں۔ {وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ} "اور جس کو اللہ ہی نے فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو تو تم اُس کے لیے اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔"

{اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ} "یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا چاہا ہی نہیں۔"

"لَہُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ" "ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے" **"وَّ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ"** "اور آخرت میں بھی ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔"

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

{سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ} "یہ خوب سننے والے ہیں جھوٹ کو" **"اَکّٰلُوۡنَ لِلسُّحۡتِ"** "خوب کھانے والے ہیں حرام کو۔" **{فَاِنۡ جَآءُوۡکَ}** "پھر اگر یہ آپ کے پاس (اپنا کوئی مقدمہ لے کر) آئیں" **{فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡہُمۡ}** "تو آپؐ (کو اختیار ہے) خواہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں یا ان سے اعراض کریں۔"

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

آپؐ کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ آپ چاہیں تو ان کا مقدمہ سنیں اور فیصلہ کر دیں اور چاہیں تو مقدمہ لینے ہی سے انکار کر دیں' کیونکہ ان کی نیت درست نہیں ہوتی اور وہ آپؐ' کا فیصلہ لینے میں سنجیدہ نہیں ہوتے۔ لہٰذا ایسے لوگوں پر اپنا وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ اندیشہ بھی تھا کہ وہ پراپیگنڈا کریں گے کہ دیکھو جی ہم تو گئے تھے محمد (ﷺ) کے پاس مقدمہ لے کر' یہ کیسے نبی ہیں کہ مقدمے کا فیصلہ کرنے کو ہی تیار نہیں! اس ضمن میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو اطمینان دلایا جارہا ہے کہ آپؐ اس کی پرواہ نہ کریں۔

"وَ اِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡہُمۡ فَلَنۡ یَّضُرُّوۡکَ شَیۡئًا" "اور اگر آپؐ ان سے اعراض کریں گے تو وہ آپؐ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔" یعنی ان کے مخالفانہ پراپیگنڈے سے قطعاً فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ **"وَ اِنۡ حَکَمۡتَ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَہُمۡ بِالۡقِسۡطِ"** "اور اگر آپؐ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف کے عین مطابق فیصلہ کریں۔" **"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ"** "یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" (۴۲)

یہود کی بدنیتی کا بیان

"وَ کَیۡفَ یُحَکِّمُوۡنَکَ" (۱۸)

"اور (اے نبی ﷺ) یہ لوگ آپؐ کو کیسے حکم بناتے ہیں" **"وَ عِنۡدَہُمُ التَّوۡرٰىۃُ"** "جبکہ ان کے پاس تورات موجود ہے" **"فِیۡہَا حُکۡمُ اللّٰہِ"** "جس میں اللہ کا حکم موجود ہے"

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہود کی بدنیتی کو بالکل بے نقاب کر دیا ہے کہ اگر ان کی نیت درست ہو تو تورات سے راہنمائی حاصل کر لیں۔"ثُاللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ" "پھر بھی وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں"وَ مَآ أُولَٰٓئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ"اور حقیقت میں یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں۔"اصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان سے تہی دست ہیں' ان کے دل ایمان سے خالی ہیں۔یہ ہے ان کا اصل 'روگ'۔(۱۹)

یہود و نصاری کا جنت کی ٹھیکیداری کا عقیدہ اور اس پر زجر

"وَ قَالُوۡا لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى" (۲۰)

(اور یہ کہتے ہیں ہر گز داخل نہ ہو گا جنت میں مگر وہی جو یہودی ہو یا نصرانی ہو۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

جب یہ نئی اُمتِ مسلمہ تشکیل پا رہی تھی تو یہودی اور نصرانی'جو ایک دوسرے کے دشمن تھے' مسلمانوں کے مقابلے میں جمع ہو گئے۔انہوں نے مل کر یہ کہنا شروع کیا کہ جنت میں کوئی ہر گز نہیں داخل ہو گا سوائے اس کے جو یا تو یہودی ہو یا نصرانی ہو۔اس طرح کی مذہبی جتھے بندیاں ہمارے ہاں بھی بن جاتی ہیں۔مثلاً اہل حدیث کے مقابلے میں بریلوی اور دیوبندی جمع ہو جائیں گے' اگرچہ اُن کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیر اپنی جگہ ہے۔جب ایک مشترکہ دشمن نظر آتا ہے تو پھر وہ لوگ جن کے اپنے اندر بڑے اختلافات ہوتے ہیں وہ بھی ایک متحدہ محاذ بنا لیتے ہیں۔یہود و نصاریٰ کے اس مشترکہ بیان کے جواب میں فرمایا:

{تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ} "یہ ان کی تمنائیں ہیں۔" یہ ان کی خواہشات ہیں' من گھڑت خیالات ہیں' خوش نما آرزوئیں ہیں۔(۲۱)

یہود و نصاری کے عقائد کا سچا ہونے پر طلب دلیل

"قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ "(۲۲)

(اُن سے کہو اپنی دلیل پیش کرو اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

کسی آسمانی کتاب سے دلیل لاؤ۔کہیں تورات میں لکھا ہو یا انجیل میں لکھا ہو تو ہمیں دکھا دو!اب یہاں پر پھر ایک عالمگیر صداقت بیان ہو رہی ہے:ثانیاً: یہ سارا سلسلہ کلام دو بریکٹوں کے درمیان آ رہا ہے اور اس سے پہلے یہ الفاظ واضح طور پر آ چکے ہیں : {وَ

اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ وَ لَا تَکُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِہٖ} چنانچہ یہ عبارت ضرب کھا رہی ہے اس پورے کے پورے سلسلۂ مضامین سے جو اِن دو بریکٹوں کے درمیان آرہا ہے۔

عیسائیت میں بھی ہر ایک کا عمل اس کے ساتھ ہے

"تِلۡکَ اُمَّۃٌ قَدۡ خَلَتۡ "(۲۳)

(یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یہ آیت دو مرتبہ آئی ہے۔ یہ انسانوں کا ایک گروہ تھا جو گزر گیا۔ ابراہیم' اسماعیل ' اسحاق' یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد سب گزر چکے۔{**لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَ لَکُمۡ مَّا کَسَبۡتُمۡ**}"اُن کے لیے تھا جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے ہو گا جو تم کماؤ گے۔"

یہاں "پدرم سلطان بود" کا دعویٰ کوئی مقام نہیں رکھتا۔ ہر شخص کے لیے اپنا ایمان' اپنا عمل اور اپنی کمائی ہی کام آئے گی۔{**وَ لَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ**}"تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے"۔ تم سے تو یہی پوچھا جائے گا کہ تم کیا کر کے لائے ہو۔ تمہارا باپ سلطان ہو گا' لیکن تم اپنی بات کرو کہ تم کیا ہو؟

اس پس منظر میں اب یہود کی خباثت کو نمایاں کیا جا رہا ہے کہ ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیت تو یہ تھی' مگر اس وقت کے یہود و نصاریٰ کا کیا رویہ ہے۔ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف متحدہ محاذ بنا رکھا ہے۔

یہود و نصاری کے ہدایت کو خود کیساتھ منحصر کرنے پر جواب

"وَ قَالُوۡا کُوۡنُوۡا ہُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی تَہۡتَدُوۡا "(۲۴)

(اور وہ کہتے ہیں یا تو یہودی ہو جاؤ یا نصرانی تو ہدایت پر ہو جاؤ گے۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

{**قُلۡ بَلۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہٖمَ حَنِیۡفًا**}"کہہ دیجیے نہیں' بلکہ (ہم تو پیروی کریں گے) ابراہیم کے طریقے کی بالکل یکسو ہو کر۔"

مِلَّۃ سے قبل فعل نَتَّبِعُ محذوف ہے۔ گویا: "**بَلۡ نَتَّبِعُ مِلَّۃَ اِبۡرَاھِیۡمَ**"۔{**وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ**} "اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔"(۲۵)

یہود و نصاریٰ کے الزامات کا مسلمانوں کیطرف سے مسکت جواب

اب مسلمانوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ یہود و نصاریٰ جو کچھ کہتے ہیں اس کے جواب میں تم یہ کہو:

"قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ"(۲۶)

(کہو ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

{وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا} "اور جو کچھ نازل کیا گیا ہماری جانب"**{وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ}** ("اور جو کچھ نازل کیا گیا ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' یعقوب اور اولادِ یعقوب کی طرف"**{ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى}** "اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کو"**{وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ}** "اور جو کچھ دیا گیا تمام نبیوں کو ان کے ربّ کی طرف سے۔"**{لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ}** "ہم اُن میں سے کسی کے مابین تفریق نہیں کرتے۔

ہم سب کو مانتے ہیں ' کسی کا انکار نہیں کرتے۔ ایک بات سمجھ لیجیے کہ ایک ہے "تفضیل" یعنی کسی ایک کو دوسرے سے زیادہ افضل سمجھنا' یہ اور بات ہے' اس کی نفی نہیں ہے۔ سورۃ البقرۃ ہی میں الفاظ آئے ہیں: **{تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ} (آیت ۲۵۳)** "یہ سب رسول فضیلت دی ہم نے بعض کو بعض پر"۔ جبکہ تفریق یہ ہے کہ ایک کو مانا جائے اور ایک کا انکار کر دیا جائے۔ اور رسولوں میں سے کسی ایک کا انکار گویا سب کا انکار ہے۔**{وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ}** "اور ہم اُسی کے مطیع فرمان ہیں۔""ہم نے تو اُسی کی فرماں برداری کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیا ہے۔(۲۷)

اللہ پاک یہود و نصاریٰ، مسلمان بلکہ تمام کے رب ہیں

"قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ "(۲۸)

"(اے نبی ﷺ اِن سے) کہیے کیا تم ہم سے جھگڑ رہے ہو (دلیل بازی کر رہے ہو) اللہ کے بارے میں، **{وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ}** "حالانکہ وہی ہمارا ربّ بھی ہے اور تمہارا ربّ بھی۔"

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ربّ بھی ایک ہے اور اس کا دین بھی ایک ہے' ہاں شریعتوں میں فرق ضرور ہوا ہے۔**{وَ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ}** "اور ہمارے لیے ہوں گے ہمارے عمل اور تمہارے لیے ہوں گے تمہارے عمل۔"**{وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ}**"اور ہم تو خالص اسی کے ہیں۔""ہم اُس کے لیے اپنے آپ کو اور اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں۔(۲۹)

یہود و نصاریٰ کے میثاق کا ذکر

"وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ"(۳۰)

(اور یاد کرو جبکہ اللہ نے ان لوگوں سے ایک قول و قرار لیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

{ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ} "کہ تم لازماً اُسے لوگوں کے سامنے واضح کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں { **فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ}** "تو انہوں نے اس عہد کو پس پشت پھینک دیا{ **وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا}** "اور اس کی بڑی حقیر سی قیمت وصول کرلی۔"{ **فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ}** "تو بہت ہی بری شے ہے جو وہ (اس کے بدلے میں) حاصل کر رہے ہیں۔"(۳۱)

یہود و نصاریٰ اپنے آباء کے نیک ہونے کیوجہ سے عذاب سے نہیں بچ سکتے

"لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا"(۳۲)

"آپ ان کے بارے میں خیال نہ کریں جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اگر کبھی بھلائی کا کوئی کام کر لیتے ہیں' کسی کو کچھ دے دیتے ہیں تو اس پر بہت اتراتے ہیں ' اکڑتے ہیں کہ ہم نے یہ کچھ کر لیا ہے۔{ **وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا}** "اور (اس سے بھی بڑھ کر) چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے کاموں پر جو انہوں نے کیے ہی نہیں۔(۳۳)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

آج کل اس کی سب سے بڑی مثال سپاس نامے ہیں' جو تقریبات میں مدعو شخصیات کو پیش کیے جاتے ہیں۔ ان سپاس ناموں میں ان حضرات کے ایسے ایسے کارہائے نمایاں بیان کیے جاتے ہیں جو ان کی پشتوں میں سے بھی کسی نے نہ کیے ہوں۔ اس طرح ان کی خوشامد اور چاپلوسی کی جاتی ہے اور وہ اسے پسند کرتے ہیں۔{ **فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ}** "تو آپ ان کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔"**{وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ}** "اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔"(۳۴)

یہود و نصاریٰ اپنی مذہبی کتابوں کو جانتے ہوئے بھی دھوکہ دیتے ہیں

"وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ " (۳۵)

(اور اللہ تعالیٰ اس کو سکھائے گا کتاب اور حکمت بھی اور تورات اور انجیل بھی۔)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: یہاں پر چار چیزوں کا ذکر آیا ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو تعلیم دی: کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل۔ ان چار چیزوں کے مابین جو تین "و" آئے ہیں ان میں سے دو واوِ عطف ہیں، جبکہ درمیانی "و" واوِ تفسیر ہے۔ اس طرح آیت کا مفہوم یہ ہو گا کہ "اللہ ان کو سکھائے گا کتاب اور حکمت یعنی تورات اور انجیل"۔ اس لیے کہ تورات میں صرف احکام تھے، حکمت نہیں تھی اور انجیل میں صرف حکمت ہے، احکام نہیں ہیں۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کو سمجھ لینے سے یہ گتھی حل ہوتی ہے اور اسے سمجھے بغیر لوگوں کے ذہنوں میں اُلجھنیں رہتی ہیں۔

"وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ " (۳۶)

"اور اُس کو رسول بنا کر بھیجے گا بنی اسرائیل کی طرف" اب یہ جو دو بیک وقت آنے والی اصطلاحات ہیں ان کو نوٹ کر لیجیے۔ حضرت یحییٰؑ کے بارے میں تمام توصیفی کلمات کے بعد آخری بات یہ فرمائی: { **نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ**} "نبی ہوں گے صالحین میں سے"۔ جبکہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں فرمایا: {**وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ**} یعنی بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آئیں گے۔ نبی اور رسول میں یہ فرق نوٹ کر لیجیے کہ حضرت یحییٰؑ صرف نبی تھے اس لیے وہ قتل بھی کر دیے گئے، جبکہ حضرت عیسیٰؑ رسول تھے اور رسول قتل نہیں ہوسکتے، اس لیے انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔ یہ بہت اہم مضمون ہے۔ مطالعہ ٔقرآن حکیم کے دوران اس کے اور بھی حوالے آئیں گے۔{**اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ** } "(چنانچہ حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل کو دعوت دی) کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں" ابھی تک گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت مریمؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ساری خوشخبریاں دی گئیں۔ اب یوں سمجھئے کہ قصہ مختصر، ان کی ولادت ہوئی، وہ پلے بڑھے، یہ ساری تاریخ بیچ میں سے حذف کر کے نقشہ کھینچا جارہا ہے کہ اب حضرت مسیحؑ نے اپنی دعوت کا آغاز کر دیا۔ آپؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں۔(۳۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنی رسالت کی صداقت پر دلائل

"وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ"(۳۸)

(اور میں تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں اس کی جو میرے سامنے موجود ہے تورات میں سے۔)

{**وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ**} "اور (اس لیے آیا ہوں) تاکہ میں حلال ٹھہرادوں تم پر ان میں سے بعض چیزیں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔"

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ: یہ اصل میں "سبت" کے حکم کے بارے میں اشارہ ہے۔ جیسے ہمارے ہاں بھی بعض مذہبی مزاج کے لوگوں میں بڑی سختی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ دین کے احکام میں غلو کرتے

چلے جاتے ہیں' اسی طرح سبت کے حکم میں یہودیوں نے اس حد تک غلو کر لیا تھا کہ اس روز کسی مریض کے لیے دعا کرنا کہ اللہ اسے شفا دے دے' یہ بھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ بھی دنیا کا کام ہے۔ چنانچہ وہ اس معاملے میں ایک انتہا تک پہنچ گئے تھے۔ حضرت مسیحؑ نے آکر اس کی وضاحت کی کہ اس طرح کی چیزیں سبت کے تقاضوں میں شامل نہیں ہیں۔ **{وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ}** "اور میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں نشانی تمہارے رب کی طرف سے۔" **فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ** 'پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔"(۳۹)

حضرت عیسی علیہ السلام کی دعوت کا ذکر

"فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ"(۴۰)

(پس جب عیسٰیؑ نے ان کی طرف سے کفر کو بھانپ لیا۔)

"قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ"(۴۱)

(تو انہوں نے پکار لگائی کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟)

اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ: یہاں پھر درمیانی عرصے کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کو دعوت دیتے ہوئے حضرت مسیحؑ کو کئی سال بیت چکے تھے۔ اس دعوت سے جب علماءِ یہود کی مسندوں کو خطرہ لاحق ہو گیا اور ان کی چودھراہٹیں خطرے میں پڑ گئیں تو انہوں نے حضرت مسیحؑ کی مخالفت شروع کر دی۔ اُس وقت تک یہودیوں پر ان کے علماء کا اثر و رسوخ بہت زیادہ تھا۔ جب آپؑ نے ان کی طرف سے کفر کی شدت کو محسوس کیا کہ اب یہ ضد اور مخالفت پر تل گئے ہیں۔ تو آپؑ نے ایک پکار لگائی' ایک ندا دی' ایک دعوتِ عام دی کہ کون ہیں جو اللہ کی راہ میں میرے مددگار ہیں؟ یعنی اب جو کشاکش ہونے والی ہے' جو تصادم ہونے والا ہے اس میں ایک "حزبُ اللہ" بنے گی اور ایک "حزبُ الشیطان" ہو گی۔ اب کون ہے جو میرا مددگار ہو اللہ کی راہ میں اس جدوجہد اور کشاکش میں؟ واضح رہے کہ دین کا کام کرنے کے لیے یہی اصل اساس ہے۔ اسی بنیاد پر کوئی شخص اٹھے کہ میں دین کا کام کرنا چاہتا ہوں' کون ہے کہ جو میرا ساتھ دے؟ یہ جماعت سازی کا ایک بالکل طبعی طریقہ ہوتا ہے۔ ایک داعی اٹھتا ہے اور اُس داعی پر اعتماد کرنے والے' اُس سے اتفاق کرنے والے لوگ اس کے ساتھی بن جاتے ہیں۔ یہ لوگ ذاتی اعتبار سے اُس کے ساتھی نہیں ہوتے' اس کی حکومت اور سرداری قائم کرنے کے لیے نہیں' بلکہ اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لیے اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ "کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار!" "حواری" کے اصل معنی دھوبی کے ہیں جو کپڑے کو دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ یہ لفظ پھر آگے بڑھ کر اپنے اخلاق اور کردار کو صاف کرنے والوں کے لیے استعمال ہونے لگا۔ حضرت مسیحؑ کی تبلیغ زیادہ تر گلیلی جھیل کے کناروں پر ہوتی تھی' جو سمندر کی طرح بہت بڑی جھیل ہے۔ آپؑ کبھی وہاں کپڑے دھونے والے دھوبیوں میں

تبلیغ کرتے تھے اور کبھی مچھلیاں پکڑنے والے مچھیروں کو دعوت دیتے تھے۔ آپؑ ان سے فرمایا کرتے تھے کہ اے مچھلیوں کا شکار کرنے والو! آؤ' میں تمہیں انسانوں کا شکار کرنا سکھاؤں"۔ آپؑ نے دھوبیوں میں تبلیغ کی توان میں سے کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا کہ ہم آپ کی جدوجہد میں اللہ کے مدد گار بننے کو تیار ہیں۔ یہ آپؑ کے اوّلین ساتھی تھے جو "حواری" کہلاتے تھے۔اس طرح حواری کا لفظ ساتھی کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔**{اٰمَنَّا بِاللّٰهِ}** "ہم ایمان لائے اللہ پر۔"**{وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ }** "اور آپؑ بھی گواہ رہیے گا کہ ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں"۔(۴۲)

لفظ گواہ عیسائیوں کے خاص فرقے کیطرف اشارہ

"رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ "(۴۳)

"اے ربّ ہمارے!ہم ایمان لے آئے اُس پر جو تونے نازل 'فرمایا**{وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ}** "اور ہم اتباع کر رہے ہیں تیرے رسول کا"**{فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ}(۴۴)**

پس توہمارانام گواہوں میں لکھ لے۔" اس آیت کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ:

یہی لفظ "گواہ" بعد میں عیسائیوں کے ایک خاص فرقے (Jehovas Witnesses) نے اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ لفظ یھوہ (Jehova) عبرانی میں خدا کے لیے آتا ہے۔یعنی یہ لوگ اپنے آپ کو خدا کی امت کہتے تھے۔(۴۵)

خلاصہ ونتائج:

۱۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم بیک وقت مغربی اور مشرقی علوم کو یکساں اور اکٹھا کرنے والے ہیں یہی وجہ ہے چاہے امریکی لٹریچر ہو، برٹش لٹریچر ہو، جرمن لٹریچر ہو یا ادیان عالم کی دیگر کتب مذاہب کا مطالعہ ہو ہر اعتبار سے ڈاکٹر اسرار احمد میں گہرائی موجود ہے۔

۲۔ علوم دینیہ اور علوم عقلیہ و نقلیہ تمام علوم کے اندر ڈاکٹر اسرار احمد کی گہرائی موجود ہے اس لیے ڈاکٹر اسرار احمد کا آیات کے ضمن میں دیگر سامی مذاہب کا ذکر کرنا وہ عام مفسرین حضرات کے اسلوب تفسیر سے ہٹ کر ہے۔

۳۔ ڈاکٹر صاحب کا اسلوب انتہائی عمدہ اور نمایاں ہے مثال کے طور پر ڈاکٹر اسرار احمد جب کسی آیت کے ضمن میں عیسائیت یا یہودیت کا تذکرہ کرتے ہیں ہیں تو وہ ان کی کتابوں سے باقاعدہ حوالہ دیتے ہیں علاوہ ازیں ڈاکٹر اسرار احمد مستشرقین کی سوچ ان کی فکر ان کا مطالعہ اور ان کے ذہنی رجحانات سے بہت حد تک واقف ہیں کہ ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی دیگر کتب میں

کئی مقامات پر تھامس آرنلڈ، آرتھر جیفری، ولیم میور، شوگیر اور دیگر بڑے بڑے مستشرقین کا تذکرہ کیا اور ان کی سوچ اور فکر کو واضح کیا۔

۴۔ ڈاکٹر اسرار احمد جب کہیں بھی یہودیت کی بات کرتے ہیں تو وہ صرف یہودیت کی کتابوں ان کے عقیدوں، ان کی عبادت گاہوں سے متعلقہ امور پر گفتگو نہیں کرتے بلکہ موجودہ دور میں یہودیت کا جو استعمار ہے اور مسلمانوں کے خلاف فتنہ اور فساد مچانے کی جو کوشش کار فرما ہے اس کوشش سے بھی پردہ اٹھاتے ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر اسرار احمد کی گہرائی اس حد تک ہے کہ وہ سازشی عناصر کو بخوبی بھانپ لیتے ہیں اور وہ ان کی ہر نئی اور جدید چیز کے اندر سے جس قدر برائی ہوتی ہے جتنی باطل افکار ہوتی ہیں ان سب سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

۶۔ اس لئے بجا طور پر یہ کہنا ٹھیک ہو گا کہ ڈاکٹر اسرار احمد کی سوچ باقی محققین مفسرین اور دیگر تقابل ادیان کا مطالعہ رکھنے والے علماء کی بنسبت بھاری بھر کم اور انتہائی باریک اور دقیق سوچ ہے۔

۷۔ جہاں تک آریائی مذاہب کی بات ہے اور خطہ برصغیر میں جنم لینے والے مذاہب کی بات ہے تو ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا ان مذاہب سے کوئی بہت زیادہ واسطہ نہیں پڑا۔

۷۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے علوم وفنون میں مغربی تعلیم حاصل کی انہوں نے ایم بی بی ایس کیا چنانچہ انہیں کی تعلیمات اور لٹریچر میں رسوخ حاصل کیا جس کے نتیجے میں انہوں نے مغربی دنیا یا ان کے کلچر کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور مختلف گروہوں کا مطالعہ کیا ہے ان میں پائی جانے والی خوبیوں اور خامیوں کا بڑی تفصیل اور دقت کے ساتھ جائزہ لیا ہے ان کی تحریرات اور تقریرات کا موضوع بھی اکثر و بیشتر یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی طرف سے دیے جانے والے چکمے، مسلمہ امہ کے اخلاقیات کو بگارنے میں ان کا کردار مسلمان امت ب کو گمراہ کرنے کے لیے ان کی کوشش، فتنہ دجال اور اس کو ہموار کرنے والے تمام راستوں پر ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی گرفت بہت زیادہ ہے۔

۸۔ یہود و نصاریٰ اور ان کی سازشیں ان کو انتہائی باریکی سے سمجھنا اور سمجھنے کے بعد ان کو انہی کے اوپر پلٹنا اور اس کی تمام تر تفصیلات سے امت مسلمہ کو آگاہ کرنا یہ انتہائی دقیق اور مشکل کام تھا جو کہ بیسویں صدی عیسوی تک بہت کم ایسے لوگ ہیں جن کے حصے میں آیا ہے اگرچہ اکیسویں صدی میں ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ان جیسے دیگر ایسے مبلغین سامنے آئے ہیں جنہوں نے ان مذاہب کو بھی تفصیل سے پڑھ کر ان کا جواب دیا ہے اور اس میں کمال پیدا کیا ہے مگر اس سے پہلے یہ صورتیں مفقود تھیں۔ چنانچہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ نے تقابل ادیان کے حوالے سے اپنی تفسیر کا جو بڑا موضوع ہے وہ یہودیت وعیسائیت ان کے عقیدے اور ان کے دلیلیں شامل کی ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ البقرۃ (۲) ۱۳۳

۲۔ البقرۃ (۲) ۱۳۴

۳۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۱، ص ۱۰۵

۴۔ البینۃ (۹۸)۰۵

۵۔ البقرۃ (۲) ۰۴

۶۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۱، ص ۵۶

۷۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۲، ص ۵۱

۸۔ سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ : ۱۸۳

۹۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۲، ص ۵۱

۱۰۔ آل عمران (۳) ۱۸۴

۱۱۔ المائدۃ (۵) ۴۲

۱۲۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۲، ص ۱۳۳

۱۳۔ المائدۃ (۵) ۴۳

۱۴۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۲، ص ۱۳۳

۱۵۔ سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ : ۱۱۱

۱۶۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۱، ص ۹۷

۱۷۔ البقرۃ (۲) ۱۳۴

۱۸۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۱، ص ۱۰۵

۱۹۔ البقرۃ (۲) ۱۳۵

۲۰۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۱، ص ۱۰۵

۲۱۔ البقرۃ (۲) ۱۳۶

۲۲۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۱، ص ۱۰۵

۲۳۔ البقرۃ (۲) ۱۳۹

۲۴۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج ۱، ص ۱۰۶

۲۵۔ آل عمران (۳) ۱۸۷

۲۶۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء

۲۷۔ آل عمران (۳) ۱۸۸

۲۸۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء

۲۹۔ آل عمران (۳) ۴۷

۳۰۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج۲، ص۱۵

۳۱۔ آل عمران(۳) ۴۸

۳۲۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج۲، ص۱۵

۳۳۔ البقرۃ(۲) ۱۴۵

۳۴۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج۱، ص۱۰۷

۳۵۔ البینۃ (۹۸) ۰۴

۳۶۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج۶، ص۱۳۵

۳۷۔ آل عمران(۳) ۴۵

۳۸۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج۲، ص۱۵

۳۹۔ آل عمران(۳) ۵۰

۴۰۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج۲، ص۶

۴۱۔ آل عمران(۳) ۵۲

۴۲۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج۲، ص۶

۴۳۔ آل عمران(۳) ۵۳

۴۴۔ آل عمران(۳)۵۴

۴۵۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، تفسیر بیان القرآن، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور: طبع دوم، ۲۰۱۳ء، ج۲، ص۷